محمد یوسف

شعائر اللہ، حرمات اللہ اور قرآن کی تعظیمی قسمیں

اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی قسمیں تعظیماً کھائی ہیں ان میں سورہ التین کی قسمیں بھی ہیں۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ٥ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ٥ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ٥ (پارہ ۳۰ سورہ التین آیات ۱ تا ۳)

(قسم ہے کوہِ انجیر کی اور کوہِ زیتون کی اور کوہِ سینا کی، طور کے معنی پہاڑ کے ہیں) اور اس امن والے شہر (مکہ معظمہ) کی) ایک ہی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں کھائی ہیں۔ یہ چاروں چیزیں واجب التعظیم ہیں، ان کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے چند حقائق بیان کئے ہیں۔

انجیل مقدس میں کوہ انجیر (MOUNT OF FIG) اور کوہ زیتون (MOUNT OF OLIVE) کا ذکر ہے۔ ان پہاڑوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعوتِ تبلیغ و ہدایت دیا کرتے تھے۔ طور سینا یا کوہ سینا وادی سینا کی وہ مخصوص پہاڑی ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام کا آنا جانا، اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونا اور احکام حاصل کرنا قرآن حکیم سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے احکام کا پابند ہونے کا وعدہ لینے سے پہلے ان پر طور سینا مسلط کر دیا۔ یہ ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔ غرض یہ وہ پہاڑی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ سے متعلق ہے۔ یہ تین پہاڑیاں ہیں اور چوتھا پہاڑیوں میں گھرا ہوا بلد امین ہے (امانت دار امن والا شہر ہے) جہاں ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ترپن سال رہے۔ جہاں اول الذکر دو نے مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے سب سے پہلی عبادت گاہ بنائی۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مصروف تبلیغ رہے، جس شہر میں ہزاروں پیغمبر حج کے لئے تشریف لاتے رہے، جہاں ایک روایت کے مطابق منیٰ کی مسجد خیف میں ہی اسی ۸۰ پیغمبرانِ خدا دفن ہیں۔ جہاں میدانِ عرفات میں مسجد نمرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ ہے جہاں مزدلفہ میں مشعر الحرام کی پہاڑی کے پاس نماز پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کا قرآن کریم میں حکم ہے۔ وہیں مسجد مشعر الحرام

تعمیر شدہ فَاِذَآ اَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ - (پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو
اللہ کا ذکر مشعر الحرام کے پاس کرو) پارہ ۱ سورہ ۲ البقرہ آیت: ۱۹۸

ان پہاڑیوں اور شہر کی قسم کھانے سے مقصد ان کی عظمت کی طرف اشارہ کر کے اس دعوت ہدایت و تبلیغ ارشاد کی نشاندہی کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر بنی نوع انسان کو دیتے رہے جس کا التزام اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیج کر کیا۔ انہوں نے دین حق، اسلام اور محض اسلام کی تبلیغ کی، یہودیت اور عیسائیت کے نام ان پیغمبروں کے گمراہ متبعین نے رکھ دیئے تھے دین فطرت، اسلام ہے۔ ہر نبی اور پیغمبر نے اپنے اپنے دور میں اسلام ہی کا پیغام بنی نوع انسان تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی اسلام کی تعلیمات کی طرف توجہ دلانے کے لیے ان جگہوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو ان جلیل القدر انبیاء کی مذہبی سرگرمیوں کے مراکز رہے ہیں۔ یہ جگہیں فرضی نہ تھیں بلکہ فی الواقع موجود تھیں اور اب بھی ہیں۔ ان جگہوں پر چل پھر کر پیغمبران خدا، اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔ یہ پیغمبر خدا نخواستہ فرضی ہیرو نہ تھے بلکہ زندۂ جاوید انسان تھے۔ جس طرح وہ پہاڑ قائم ہیں، جس طرح مکہ معظمہ کا شہر قائم ہے اسی طرح اُن انبیاء کرام کا پیغام بھی قائم و دائم ہے۔ وہ پیغام ہر دور میں واجب ہے کیونکہ اس کا بھیجنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان پہاڑوں اور شہر کی قسم یہ بتانے کے لئے کھاتا ہے کہ مختلف انبیاء کرام اور ان کی تعلیمات ایک واہمہ (MYTH) نہ تھا، فرضی باتیں نہ تھیں، ہومر اور فردوسی جیسے شاعروں کی تصنیفات کی طرح گھڑے جانے والے فرضی بہادروں کے خیالی قصے اور کہانیاں نہ تھیں بلکہ ازلی و ابدی سچائیاں تھیں۔

دعوت تبلیغ و ہدایت سے متعلق و منسلک ان مذہبی اور تاریخی مقامات کو شعائر اللہ (اللہ تعالیٰ کی یادگاریں) کہا گیا ہے۔ ان شعائر اللہ پر لوگ حج کے ایام میں جمع ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں، (ٹائن بی کا یہ کہنا غلط ہے کہ بیت اللہ کی مسلمان پوجا کرتے ہیں اور حجر اسود سے دعائیں مانگتے ہیں) انبیاء کی زندگیوں کے مختلف پہلوؤں اور اسباق سے بہ حواس خود واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ یہ مقصد قطعاً نہیں ہے کہ ان شعائر اللہ کی عبادت شروع کر

دی جائے۔ ایسا کرنا تو شرک ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے۔ اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللہِ فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا ہ (پارہ ۵ سورۃ النسا آیت ۴۸)

اللہ تعالیٰ اس کو تو بے شک نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے لیکن اس کے علاوہ جس کسی کو چاہے گا بخش دے گا اور جو کوئی کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے اس نے یقیناً ایک بڑا گناہ سمیٹا)

اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا م بَعِیْدًا ہ (پارہ ۵ سورہ النسا آیت ۱۱۶)

(یقیناً اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا سے اور گناہوں کو بخش دے گا جس کے لئے منظور ہوگا اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ یقیناً بڑی دور کی گمراہی میں پڑے گا۔)

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ صلے وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ہ (پارہ ۶۔ سورۃ المائدہ آیت ۷۲)

(جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا سو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہو)

اسلام نے کبھی ان شعائر اللہ کی پرستش کرنے کا حکم نہیں دیا۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ مسیحیت کی طرح جو گرجاؤں میں مسیح علیہ السلام، مریم علیہا السلام اور حواریوں کی تصویریں روا رکھنی ہے۔ اسلام میں بھی ایسی تصویروں کو روا رکھا گیا ہو۔ مسلمان اگر ان شعائر اللہ پر جاتا ہے تو ان سے کسی نبی اور اس کے پیغام سے وابستگی کی محض یاد تازہ کرتا ہے۔ وہ ان جگہوں کو کبھی اپنا حاجت روا نہیں سمجھتا۔

تعظیم اور عبادت میں کوسوں فرق ہے۔ ان مقامات کا مقصد زندہ انسانوں کی ایک زندہ حقیقت، ایک زندہ تبلیغ اور زندہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے تاکہ وہ اس ہدایت کی روشنی میں عمل صالح کر سکیں اور فوز و فلاح سے ہمکنار ہو سکیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ہ

(یقیناً صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی یادگاروں میں سے ہیں۔ سو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان سعی (آمد و رفت) کرے اور جو کوئی خوشی سے کوئی امر خیر کرے سو اللہ تعالیٰ تو بڑا قدردان ہے، بڑا علم رکھنے والا ہے)

آخر صفا اور مروہ بھی تو پہاڑیاں ہیں۔ انہیں حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے نسبت ہے اور یہ انہی کی یادگار ہیں۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغ سے بھی متعلق ہیں بیت اللہ سے ملحق پہاڑیوں پر آپؐ نے کئی بار دعوت و تبلیغ کا اہتمام فرمایا۔ جب آپؐ کو اسلام کی دعوت دینے کا حکم ملا تو آپؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا "یا صباحاہ"! یہ الفاظ شدید خطرے کے موقع پر کہے جاتے ہیں اور خاص طور پر اس وقت جب کہ کوئی قبیلہ کسی دوسرے قبیلے پر اچانک حملہ کر دے، لوٹ اور غارت گری شروع ہو اور لٹنے والے قبیلے کا کوئی فرد اپنے قبیلے کے افراد کو پکارے۔ پھر اس قبیلے کے سب افراد خطرے کے مقام کی طرف بھاگے چلے آتے ہیں۔ چنانچہ مکہ کے اہل قریش بھی بھاگے آئے اور آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا "بتاؤ اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے ایک فوج تم پر حملہ آور ہونا چاہتی ہے تو کیا تم مجھ پر یقین کر لو گے"! سب نے جواب دیا "کیوں نہیں؟ اب تک آپؐ کی نسبت ہم کو کسی دروغ گوئی کا تجربہ نہیں ہوا"، اس پر آپؐ نے فرمایا "میں تم کو ایک ایسے عذاب سے ڈراتا ہوں جو تم پر آنے والا ہے" یہ پہاڑی اللہ کو محبوب ہے کیونکہ اللہ کے محبوب پیغمبرؐ اس پر کھڑے ہو کر اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ لہٰذا یہ ہمارے لئے بھی واجب العزت ہے۔ یہی حال مروہ کا ہے۔ نبیوں اور ان کے پیغام سے وابستگی کی بنا پر ہم صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ ہم قطعاً ان پہاڑیوں کو خدا نہیں مانتے۔ خدا کا شریک نہیں جانتے۔

بیت اللہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خاص نسبت ہے وہ بیت الحرام ہے بیت المحرم ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ (پارہ ۱۳، سورہ ابراھیم آیت ۳۷)

اے رب میرے میں نے بسایا اپنی ایک اولاد کو ایک میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے رب میرے تاکہ قائم رکھیں نماز کو۔ سو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل رکھ اور ان کو میووں سے روزی دے شاید وہ شکر کریں)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا۔ (پارہ ۲۱ سورہ العنکبوت آیت ۶۷)

کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کہ ہم نے (اپنے شہر کو) امن والا حرم بنایا ہے)

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (پارہ ۱ سورہ البقرہ آیت ۱۵۰)

(سو اپنا منہ مسجد الحرام کی طرف پھیر)

وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ۔ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۹۱)

(اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام کے پاس جب تک وہ تم سے اس جگہ نہ لڑیں)

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵)

(اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے ایک مقام رجوع اور مقام امن مقرر کیا اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنایا اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کی طرف حکم بھیجا کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک صاف رکھو، طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں کے لئے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ج

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۲۸)

(اے ایمان والو! مشرکین تو نرے ناپاک ہیں سو اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ آنے پائیں)

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ شعائر اللہ مقام رجوع ہیں، مقام عبادت ہیں اور مقام امن ہیں۔ برکت حرمت اور عظمت والی پاک جگہیں ہیں۔ جہاں مشرکین کے ناپاک قدم نہیں آ سکتے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ج فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ج وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ

غَنِیٌّ عَنِ العٰلَمِیْنَ۔ (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیات ۹۶-۹۷)

(سب سے پہلے مکان جو لوگوں کے لئے وضع کیا گیا وہ ہے جو مکّہ میں ہے۔ سب کے لئے برکت والا اور سارے جہان کے لئے رہنما ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ ان میں سے ایک مقام ابراہیم ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن سے ہو جاتا ہے اور لوگوں کے ذمہ ہے حج کرنا اللہ کے اس مکان کا یعنی اس شخص کے ذمہ ہے جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو، اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے)

مکّہ معظمہ مبارک شہر ہے بلد امین ہے، مقام ابراہیم اس کی واضح نشانیوں میں سے ایک ہے۔ بیت اللہ بھی جائے امن ہے، واجب العزت عبادت گاہ ہے، یہ مسجد حرام ہے مکّہ معظمہ شہر اور اس میں واقع بیت اللہ یا مسجد حرام اور مسجد حرام میں واقع مقام ابراہیم، عزت، حرمت اور تعظیم کے لائق ہیں جو شخص ان شعائر اللہ کا منکر ہے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اس کا کفر اللہ تعالیٰ کو اور اس کے پیغام کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جبل رحمت پر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا "کیا جانتے ہو آج کونسا دن ہے؟" لوگوں نے کہا "اللہ اور اس کے رسول کو اس کا علم ہے۔" آپؐ نے فرمایا "یہ یوم الحرام (حرمت و تعظیم کے لائق حج کا دن) ہے۔"

پھر آپؐ نے فرمایا "یہ بلد الحَرَام (حرمت و تعظیم کے لائق شہر مکّہ) ہے" پھر استفسار فرمایا "جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟" اس پر لوگوں نے پھر کہا "اللہ اور اس کے رسول کو اس کا علم ہے۔" آپؐ نے فرمایا "لوگو! سنو یہ (حرمت و تعظیم کے لائق مہینہ۔ ذی الحجہ) ہے" اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "لوگو! سنو! شاید اس سال کے بعد اس جگہ اس مہینہ میں اس شہر میں میں تم سے نہ مل سکوں۔" واجب العظیم دن، مہینہ اور شہر کی حرمت کی یاد تازہ کر چکنے کے بعد آپ نے فرمایا "خدا نے تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری آبرو تم پر اس مہینہ میں، اس شہر میں اس دن کی حرمت کی طرح حرام (قابلِ عزت) کئے ہیں۔ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی گردن مارے" افسوس! مسلمانوں نے گذشتہ ایام میں حرمت

والے دنوں کا خیال کیا، نہ واجب التکریم شہر کا نہ لائق عزت مہینے کا، نہ ایک دوسرے کی عزت کا نہ جان کا نہ خون کا اور نہ مال کا۔ ابھی حال ہی میں مسلمانوں نے انڈونیشیا میں کمیونسٹ کہہ کر چالیس لاکھ مسلمان شہید کر دیئے۔ مسلمانوں نے بہاری، پنجابی اور مغربی پاکستانی کہہ کر لاکھوں مسلمانوں کو مشرقی پاکستان میں شہید کر دیا۔ مسلمانوں نے پچیس ہزار جانباز غازیوں کو فدائی فلسطینی تخریب پسند کہہ کر اردن میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ نہ جانے کب یہ ستم رانی اور خونریزی رکے۔ دن، مہینہ، شہر اور مسلمانوں کی جان، مال اور آبرو بھی واجب التعظیم ہیں۔ شعائر اللہ کی طرح تاریخی اور مذہبی یادگاروں کی طرح دوسری چیزیں بھی واجب العزت و تکریم ہیں۔ ان میں سرفہرست انسانی جان و مال ہے۔ یہاں تک کہ جہاد فی سبیل اللہ میں بھی بچے، بوڑھے اور عورتوں پر ہاتھ اٹھانا درست نہیں۔ جنگ اس دشمن سے جائز ہے جو مقابلہ میں آئے اور امن میں بغیر کسی وجہ کے کسی انسان کو قتل کر دینا تو سخت گناہ کی بات ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت: ۳۲)

(جو کوئی کسی کو کسی جان کے (عوض کے) یا زمین پر فساد کے (عوض کے) بغیر مار ڈالے تو گویا اس نے سارے آدمیوں کو مار ڈالا اور جس نے ایک کو بچا لیا تو گویا اس نے سارے آدمیوں کو بچا لیا) یہ تو محض کسی انسان کو قتل کرنے کے بارے میں ذکر ہے، کسی مسلمان کو قتل کرنا اس سے بھی سخت تر جرم ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (پارہ ۵ سورہ النسا آیت ۹۳)

(جو کوئی مومن کو قصداً قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لئے عذاب تیار رکھے گا۔)

احادیث نبوی میں ہے کہ ایک کلمہ گو کا قتل ہو جانا اللہ کے ہاں ہزاروں کافروں کے زندہ بچ جانے سے بلکہ ساری دنیا کے فنا ہو جانے سے شدید تر ہے۔

جو ان شعائر اللہ کا منکر ہے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ جس طرح مکہ معظمہ کی حدود حرم شریف

(حرمت وعزت وشرف والی) ہیں اس طرح مدینہ منورہ کی حدود بھی حرم شریف ہیں۔ مکہ معظمہ میں بیت اللہ ہے اور مدینہ منورہ میں روضۃ النبیؐ۔ رسول پاکؐ کی آمد سے یثرب، مدینۃ النبیؐ اور مدینۃ المنورہ بنا۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ، مسجد قبا، روضۃ النبیؐ، مسجد ذو قبلتین، جبل احد، قبور شہدائے بدرؓ احد، جنت البقیع، مسجد علیؓ، مسجد ابوبکرؓ، مسجد عمرؓ، مسجد غمامہ، مسجد فاطمہؓ جنگ خندق کی خمسہ مساجد (مسجد فتح مسجد ابوبکرؓ، مسجد عمرؓ، مسجد علیؓ، مسجد سلمانؓ فارسی، بیت حسنینؓ غار سجدہ، بئر عثمانؓ، بئر اشعار مبارک، مسجد شمس، مسجد فضیح، بئر حُرثیث، مسجد ماریہ قبطیہؓ سبھی مذہبی اور تاریخی مقامات ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حدود حرمین شریفین ہیں اور اس لئے لائق تعظیم، واجب التحریم اور باعزت وبابرکت ہیں۔ اسی طرح مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس بھی واجب التعظیم ہے اور اس پاک گھر کی وجہ سے اس کے گرد کا علاقہ بھی باعزت وبابرکت ہے۔

• سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت: ۱)

(پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام (بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گئی جس کے اردگرد کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے تاکہ اپنے بندہ کو اپنی بعض عجائبات قدرت (شعائر اللہ) دکھائیں۔ بے شک سننے والا اور دیکھنے والا وہی اللہ ہے)

غور کیجئے مسجد اقصیٰ کے اردگرد یہی جبل الخیر اور جبل زیتون بھی تو ہیں، تو کیا وہ برکت والے نہیں؟ کیا وہ شعائر اللہ میں سے نہیں؟ کیا جب اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انعام خاص فرمایا کہ انہیں اپنے آیات یا شعائر کی سیر کرائی تو باقی شعائر اللہ پر جانے سے منع کر دینا کون سا اسلام ہے۔ ان شعائر اللہ پر بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (حجۃ اللہ البالغہ) انوار الٰہی کی بارش ہوتی رہتی ہے یہ بابرکت جگہیں ہیں۔ ان پر جانا سنت ہے اور ثواب کا باعث ہے وہاں نماز پڑھنا، دعا مانگنا کار خیر ہے۔

سینٹ جان فلبی آئی سی ایس، سابق پولیٹیکل افسر حکومت ہندوستان، جو برطانیہ کا پچیس سال سعودی عرب میں سفیر رہا جس نے امریکہ سے سعودی عرب میں تیل دریافت کرنے کا معاہدہ کرایا اور جس کے نتیجے میں آرامکو (دمام کی عرب امریکی آئل کمپنی) وجود میں آئی۔ جو بظاہر مسلمان بن کر شاہ

ابن سعود کا معتمد مشیر بنا رہا، ایک طرف تو خود شعائر اللہ کو شرک کہہ کر پکارتا رہا اور نجدی بدوؤں میں اپنے گماشتوں کے ذریعے شعائر اللہ کے خلاف نفرت کی مہم کو ہوا دے کر ان کے جذبات بھڑکاتا رہا اور دوسری طرف ہندوستانی حکومت کے ذریعہ ہندوستانی مولویوں کو وظائف نذرانے اور نقد رقوم کے تحفے دے کر ان سے ان شعائر اسلام کے گرانے کے فتوے حاصل کر کے، ان کو گرواتا رہا۔ کرنل لارنس نے بھی تو انہی ایام میں آٹے، چاول، چائے اور سنہری دیناروں کے عوض عربوں کی وفاداریاں خریدی تھیں، ان کے شیوخ کو نوازا تھا۔ اور ان سے گہرے تعلقات و روابط رکھتا تھا۔ لارنس کے ساتھ اور بے شمار جاسوس اور تخریب کار انگریزان دنوں عرب دنیا میں مصروف تخریب تھے۔ برطانوی خفیہ سروس کے یہ ارکان خلافت ترکیہ کے خلاف شدید جذبات پیدا کرتے تھے۔ انہوں نے عربوں کی مدد سے شام، مدینہ ریلوے لائنوں کو بے شمار جگہوں سے اکھاڑ دیا۔ ترک فوجیوں اور عرب شہریوں سے لدی ہوئی ٹرینوں کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایک حکومت میں بسنے والے عرب، متعدد چھوٹے چھوٹے ممالک میں بٹ گئے۔ عربوں کا ایک متحد ملک نہ بن سکا۔ انہیں فلسطین سے نکلنا پڑا۔ انگریزوں نے وہاں یہودی وطن قائم کر دیا۔ عربوں کے چھوٹے چھوٹے ملک بڑی طاقتوں میں سے کسی ایک کے دست نگر ہو گئے اور یوں اسلام کا شیرازہ بکھیر دیا گیا۔

اس طرح شرک کی تلوار مسلح کر کے، ان پڑھ، جاہل، نجدی بدوؤں کو شعائر اسلام اور تاریخی اور مذہبی یادگاروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ انہیں یہ بھی خیال نہ رہا کہ وہ شعائر اللہ کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ ان شعائر اللہ کو اس دور میں گرایا گیا جب ہزاروں سال پرانے کھنڈرات کی کھدائی تاریخی آثار دریافت کرنے کے لئے دوسری جگہوں پر کی جا رہی تھی۔ لیکن مسلمانوں کے تاریخی آثار کو مٹانے کی مہم عرب میں شروع تھی۔ بقول علامہ اقبالؒ تاریخ قوموں کا حافظہ ہے۔ تاریخی آثار مٹا کر مسلمانوں کو ان کے حافظہ سے محروم کر دینا مقصود ہے۔ اگر ان شعائر اللہ کو خود مسلمانوں کے ہاتھوں گروایا نہ جاتا تو آج مسلمان بیت المقدس کی یہودیوں کے ہاتھوں بے حرمتی کبھی برداشت نہ کرتے۔ جبل نور پر واقع غار حرا پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لے جاتے رہے، وہیں اسلام، نبوت اور وحی کی ابتداء ہوئی، غار ثور میں آپ نے تین دن تین راتیں

(ہجرت کے موقع پر مکہ معظمہ چھوڑنے کے وقت) قیام فرمایا۔ میدانِ عرفات کے آخری کنارے پر واقع جبل رحمت پر آپؐ نے حجتہ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ مزدلفہ کی مسجد مشعر الحرام عرفات کی مسجد نمرہ، منیٰ کی مسجد خیف، منیٰ کی مسجد کوثر (جہاں سورۂ کوثر نازل ہوئی) منیٰ کا غار مرسلات (وہ غار جہاں سورۂ مرسلات نازل ہوئی) مسجد جن (جہاں جنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے قرآن مجید سنا ملاحظہ ہو سورۂ جن) مسجد رایت (جہاں فتح مکہ کے دن آپ نے اپنا جھنڈا گاڑا) مسجد جعرانہ (جہاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم نے غزوہ حنین کے بعد قیام فرمایا اور جہاں سے اب اہل مکہ عمرہ یا حج کے لئے احرام باندھتے ہیں) مسجد تنعیم (جہاں سے حضرت عائشہؓ نے عمرہ کے لئے احرام باندھا تھا اور جہاں سے اب اہل مکہ عمرہ یا حج کے لئے احرام باندھتے ہیں) اور دیگر جگہیں سب شعائر اللہ ہیں۔ انہی جگہوں کی وجہ سے مکہ معظمہ اور اس کے مضافات حرم شریف کہلاتے ہیں، جہاں کسی جانور کا مارنا اور گھاس کا ایک تنکا بھی اکھاڑنا گناہ ہے ان سب تاریخی اور مذہبی یادگاروں کی تعظیم اور حفاظت ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جگہوں کی قسمیں بھی اسی تعظیم کے جذبے کو ابھارنے کے لئے کھائی ہیں جیسے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۔ (پارہ ۳۰، سورہ البلد، آیت ۱)

(میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی)

جگہوں کے علاوہ قرآن حکیم کی قسمیں بھی تعظیماً کھائی گئی ہیں۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ (پارہ ۲۲ سورہ یٰسین آیات ۱-۲)

(یٰسٓ۔ قسم ہے قرآن پُر حکمت کی)

صٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۔ (پارہ ۲۳، سورہ ص، آیت ۱)

(صٓ۔ قسم ہے قرآن نصیحت والے کی)

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ (پارہ ۲۶، سورہ ق، آیات ۱-۲)

(قٓ۔ قسم ہے قرآن بزرگ کی)

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ (پارہ ۲۵، سورہ الدخان، آیات ۱-۲)

(ترجمہ: قسم ہے کتاب واضح کی)

قرآن کریم کو حکمت والا، نصیحت والا، بزرگی اور کتاب واضح کہہ کر اللہ تعالیٰ نے صریحاً اس کی تعظیم و تقدیس کا اظہار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس کی قسم کھانا بھی تعظیم و تقدیس کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ ہمارے لئے بھی کتاب اللہ اور شعائر اللہ کی تعظیم و تقدیس فرض ہے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ٥ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۲)

(اور یہ بات ہو چکی اور جو کوئی (دین) خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا (ادب) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے)

پرانی تاریخی مذہبی یادگاریں آیات اللہ ہیں، آیات بینات ہیں، شعائر اللہ ہیں، واجب التعظیم ہیں، نبیوں کی یادان سے وابستہ ہے۔ قرآن کریم لائق تکریم تو ہے ہی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا انسانیت کے نام آخری پیغام ہے لیکن وہ چیزیں بھی واجب العزت ہیں جن کا دین کے ساتھ تعلق ہو اور ان کی تعظیم قطعاً شرک نہیں۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۰)

یہ بات ہو چکی اور جو کوئی اللہ کی محترم چیزوں کا ادب کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے پروردگار کی طرف سے بہتر ہوگا)

وہ سب چیزیں واجب التکریم ہیں جن کا دین کے ساتھ تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ آیت ۳۶)

(بے شک مہینوں کا شمار اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہی مہینے ہیں، کتاب الٰہی میں (اس روز سے) جس روز سے کہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں (یعنی محرم رجب، ذی قعد، ذی الحجہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّيْنَ

الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ط وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ط وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۲)

اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو، اللہ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینوں کی اور نہ قربانی والے جانوروں کی اور نہ گلے میں پٹہ پڑے ہوئے جانوروں کی اور نہ بیت الحرام کا قصد کرنے والوں کی جو اپنے پروردگار کے فضل اور رضامندی کے طالب رہتے ہیں اور جب تم احرام کھول چکو تو اب تم شکار کرسکتے ہیں اور ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ کسی قوم سے جو تمہیں بیزاری اس بنا پر ہے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روک دیا تھا تو تم اس بیزاری کے باعث زیادتی کرنے لگو، ایک دوسرے کی مدد نیکی اور تقویٰ میں کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

مزید فرمایا

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۶)

اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے دین کی یادگاریں بنا دیا ہے تمہارے حق میں ان کے اندر بھلائی رکھ دی گئی ہے)

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ط ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۹۷)

(اللہ تعالیٰ نے کعبہ کے مقدس گھر کو انسانوں کے باقی رہنے کا مدار ٹھہرایا ہے۔ نیز حرمت والے مہینے کو اور قربانی کو اور گلے میں پٹہ پڑے ہوئے جانوروں کو یہ اس لئے کہ تم یقین کرلو کہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے، اللہ اس سب کا علم رکھتا ہے)

احادیث میں ہے کہ جب کعبہ کا ہدم کافروں کے ہاتھ سے ہوجائے گا تو اسی کے بعد قیامت بھی آجائے گی تو کیا پھر دیگر شعائر اللہ کو مٹانا عذاب کا باعث نہ ہوگا؟ اگر مسلمان

ان شعائر اللہ کو مٹاتے رہیں گے تو کیا انہیں کوئی سزا نہ ملے گی؟

بقول علامہ اقبالؒ ہر امّت کا ایک مرکز محسوس ہوتا ہے اور مسلمانوں کا مرکز محسوس بیت اللہ ہے یہ رہائشی گھر نہیں ہے۔ چار دیواری اور چھت کی بنا پر اسے گھر کہا جاتا ہے ہزاروں میل سفر کرنے کے بعد مسلمان جب یہاں پہنچتا ہے تو اُسے پوری نماز پڑھنی ہوتی ہے خواہ اس کا قیام مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ وجہ یہ ہے کہ بیت اللہ اسلام کا گھر ہے۔ ہر مسلمان کا گھر ہے۔ یہاں نمازیں قصر نہیں ہوتیں یہ واجب التکریم ہے، لائق عزت ہے۔ جن بہاڑیوں اور شعائر اللہ ہیں، تاریخی اور مذہبی یادگاریں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے قابل عزت ہیں۔ اسی طرح قربانی کے جانور، ان کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے، چار مہینے مسلمانوں کا جان مال اور عزت بھی محترم اور واجب التکریم ہیں، کیونکہ ان کے بارے میں بھی تعظیم و تکریم کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کی سطح زمین پر موجود تاریخی اور مذہبی یادگاروں کو مٹا کر انہیں زیر زمین مدفون کر کے نیز ہزاروں سال پرانی مردہ تہذیبوں کے آثار کھود کر محکوم مسلمانوں کی سیاست اور معیشت، تعلیم اور تاریخ، ثقافت اور عمرانیات شخصی قوانین اور تعزیرات بالآخر مذہب کا رشتہ ماقبل اسلام دور جاہلیت و جہالت سے جوڑ دینا چاہتے تھے اور یوں ایک زندہ تہذیب و تمدن اور مذہب کو مردہ بنا دینا چاہتے تھے اور مردہ تہذیب و تمدن اور مذہب کو مسلمانوں پر مسلط کر دینا چاہتے تھے۔ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا اور آج بھی جاری ہے۔ مسلمانوں پر شعائر اللہ کی حفاظت و تعظیم پوری طرح واجب ہے اور انہیں یہ فریضہ ادا کرنا چاہیئے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے جان اور مال کی بھی مکمل طور پر حفاظت کرنی چاہیئے اور ایک دوسرے کا خون بہا کر درندے اور جانور بننے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ ورنہ وہ نہ دنیا کے رہیں گے نہ دین کے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔